نظم قرآن

(۳)

تالیف : حمید الدین فراہی رح

ترجمہ : شرف الدین اصلاحی

۷ ۔ نظم کے بغیر فہم قرآن (۱)

تذکرہ :

(۱) دعوی اور دلیل میں تعلق کی نوعیت کو سمجھنے سے قرآن کے صحیح مفہوم کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ جو شخص ان دونوں میں تفریق کرے گا وہ دلیل سے ہی آگاہ نہیں ہوگا وجہ تعلق سے اس کو آگاہی کیونکر ہوسکتی ہے ؟

(۲) جس بات پر دلیل قائم کی گئی ہے اس کا علم و یقین ۔ (او کالذی مر علی قریۃ الخ ۔ "یا اس شخص کی طرح جو گزرا ایک بستی سے" آخر تک)(۲)

(۳) مصداق ۔ جو شخص مصداق کو نہ سمجھے گا اس پر متعلقہ امور مخفی رہیں گے جیسا کہ تین مثلوں میں ۔ اور مؤمنوں کو شک یا کمزوری سے نکال کر یقین اور اعتماد کی طرف لے جانا، اور کافروں کو روشنی سے نکال کر تاریکی کی طرف لے جانا، یا جیسا کہ مسئلہ "مروۃ" کو چھپانے کی وجہ سے یہود پر لعنت کی گئی ۔

(۴) بلاغت کی صورتیں مثلاً حسن تقسیم، اشارہ، براعت استہلال اور حسن ترتیب وغیرہ ۔

(۵) شوق، محبت اور لذت کی زیادتی۔ جس قدر محاسن کلام، حسن نظام اور قوت استدلال کا علم زیادہ ہوگا اسی قدر شوق محبت اور لذت زیادہ حاصل ہو گی۔ جو اس سے محروم رہے گا اسے قلق اور ملال ہوگا۔ اور اگر وہ اسے چھپائے گا تو اندھے پن کے کنارے پر ہوگا۔

(۶) اللہ تعالی نے تدبر، تفکر اور یادگیری کا جو حکم دیا اس کو بجا لانا۔

۸ ۔ نظم کا مآخذ خود قرآن ہے (۳)

اگر تم مجھ سے علم نظام کا مآخذ دریافت کرو اور یہ کہو کہ تم نے ایک بڑا مسئلہ چھیڑا ہے اور ایک بڑا دعوی کیا ہے۔ بزعم خویش تم کہتے ہو کہ قرآن کا سمجھنا اس کے نظام کو سمجھنے بغیر ممکن نہیں، نیز تم نے نظم قرآن کی اشد ضرورت اور اس کے اندر بند بے شمار فائدے اور بلند معانی کی جو باتیں کی ہیں، تو کیا تم یہ دعوی کرنے والے ہو کہ تمہارے پاس وحی یا الہام آتا ہے؟ اور اس کے بعد ایک نئی نبوت کا کھڑاگ کھڑا کر دو گے۔ اگر تمہارا یہ ارادہ ہے تو پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ تمہارا حدود اربعہ کیا ہے اور تمہاری دعوت کا مقام کیا ہے۔ اس کے بعد ہی ہم تمہاری بات سننے کے لئے تیار ہوں گے۔

تو سنو، اللہ تم کو ہدایت دے اور صحیح راستے پر لگائے، میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا سرمایہ علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور میں اپنی نظر میں اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہوں جتنا کہ خود میرے حاشیہ خیال میں آسکتا ہے۔ یہ قرآن حکیم ہی ہے جس نے خود اپنے حسن نظام کا پتا دیا ہے۔ میں تم سے تقلید یا اپنی ذات سے حسن عقیدت کا طالب نہیں ہوں۔ قرآن مجید کے دلائل میں غور کرو کیونکہ ہم نے بھی زیادہ تر انہی سے رہنمائی حاصل کی ہے۔ اور عنقریب ہم اس سلسلے میں تم کو اپنا طریق کار بھی بتائیں گے

اگر تمہارا دل ان سے مطمئن ہو تو اس علم سے سروکار رکھو ورنہ اسے لپیٹ کر رکھ دو۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند، ہر شخص آسانی سے وہی کچھ کر سکتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور ہر کوئی اپنے طریقے پر کام کرتا ہے۔ میں نے یہ واضح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کہ قرآن مجید نظم، ترتیب اور مناسبت کی بہترین صورت پر نازل ہوا ہے۔۔۔۔

بیاض(۴)

۹۔ نظام اور اصول نظام کی طرف قرآن کی رہنمائی

یہ سب نظیر کو نظیر پر محمول کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔

قرآن نے خود مختلف طریقوں سے اس طرف رہنمائی کی ہے کہ وہ منظم ہے اس میں کوئی کجی اور ناہمواری نہیں:

(الف) ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ تنہا ایک آیت میں کئی باتیں ہوتی ہیں اور بسا اوقات وہ کئی جملوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک آیت کی نسبت یہ خیال کرے کہ وہ غیر منظم ہے۔ اور ذرا سا غورکرنے سے اس کا نظام سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ چیز مثال اور نمونہ بن جاتی ہے ان باتوں کے لئے جو آیتوں کے ایک مجموعے میں ہوتی ہیں۔ پھر یہ مثال بن جاتی ہے ان باتوں کے لئے جو سورہ کے طویل مجموعوں میں بیان کی گئی ہوں۔ اس کے بعد تم دیکھوگے کہ ایک سورہ کا نظم دوسری سورہ کے ساتھ ایسا ہے جیسے کہ ایک جملہ کی آیات کا باہمی نظم اور ایک آیت کے مختلف الفاظ کا باہمی نظم۔ تو جو شخص ایک آیت میں نظم کے وجود کو تسلیم کرے گا، اور اس سے مفر نہیں، تو ناگزیر ہے کہ وہ یہ بھی تسلیم کرے کہ ویسا ہی نظم چند آیات یا چند سورتوں کے مابین بھی ہے۔ پھر چونکہ اسی قسم کی مماثلت چھوٹی سورتوں (قصار) اور بڑی سورتوں

(طوال) کے مابین بھی ہے اس لئے ان میں سے ایک کے نظم کو سمجھ کر دوسر
کے نظم کو سمجھا جا سکتا ہے۔

(ب) ان میں سے دوسرا طریقہ یہ کہ جو ربط تم کو ایک جگہ
ہوگا وہی چند دوسری جگہوں پر بھی ملے گا۔ اس ربط کی مناسبت پر غ
کرو تو اس کی حکمت تم پر آشکارا ہوگی۔ مثلاً تم دیکھوگے کہ صلوۃ کا ذ
زکوۃ کے ساتھ آیا ہے۔ ربا کا صدقہ کے ساتھ اور انفاق کا ذکر جان کی قربا
اور نماز کے ساتھ آیا ہے۔ اسی طرح تم دیکھوگے کہ صبر کا ذکر نماز، جہ
اور ترک خواھش کے ساتھ آیا ہے۔ کہیں نماز کو سخاوت، حج اور قربا
کے ساتھ دیکھوگے۔ تقوی کو ایمان، احکام شریعت اور انصاف کے سا
دیکھوگے۔ اور انصاف کو توحید معاد اور احکام شرعی کے ساتھ۔ یہ اور اس
علاوہ بہت سے ایسے امور ہیں کہ جن میں غور کرنے سے مناسبت کا پ
ظاھر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد بعض مقامات پر تم کو ایسی باتیں ملیں
جو اس مناسبت کو واضح کرتی ہیں۔ اس سے تم کو صرف نظام ہی کا
نہیں معلوم ہوگا بلکہ اس کے ساتھ ہی ابواب حکمت تک تمہاری رسا
ہوگی۔ اور نظام کبھی حکمت سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس کی تفصیل اپ
مقام پر ملے گی۔

(ج) ایک اور صورت یہ ہے کہ ایک جگہ چند ایسے امور کا ذ
آتا ہے جن کی مناسبت ظاھر ہوتی ہے، پھر دوسری جگہ ان مناسبتوں میں
بعض کا ذکر لاتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جو شخص پہلی جگ
مناسبت مذکور کو جانتا ہوگا وہ اس جگہ بھی اس کو سمجھ لے گا جبھا
ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی قرآن کا ایک اسلوب ہے کہ وہ ایک ہی بات جس کے
کئی پہلو ہوتے ہیں مختلف مواقع پر بیان کرتا ہے اس طرح کہ بعض پہلو

کا ذکر ایک جگہ کرتا ہے اور بعض دوسرے پہلوؤں کو دوسری جگہ بیان کرتا ہے۔ ہم اس کو مثالوں سے واضح کریں گے :

عمل تخلیق کی حکمت سے جزا سزا پر استدلال کے ضمن میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً وعلی جنوبہم و یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ،، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کےآنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔جو اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار تو نے اسے عبث پیدا نہیں کیا ۔ تو پاک ہے۔سو اے ہمارے رب ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔) سورہ آل‌عمران، آیت ۱۹۰ - ۱۹۱ - یعنی ان چیزوں کی پیدائش جب بے مقصد نہیں اور یہ ہو بھی کس طرح سکتی ہے، کہ ایک خدائے قادر و حکیم کا فعل ہے، یا وہ کس طرح لا یعنی ہو سکتی ہے ان عجائب کے ہوتے ہوئے جو ان کے اندر ہیں ؟ جب اللہ کی یہ مخلوقات عبث نہیں ہو سکتیں تو اس کی مخلوقات میں سب سے افضل یعنی انسان کس طرح بے مقصد ہو سکتا ہے ؟ لہذا جیسا کہ متعدد مقامات پر اس کی صراحت کر دی بدلے اور فیصلے کے ایک دن کا ہونا لابدی ہے۔ اس وقت سوچنے والا بندہ پکار اٹھا (”سبحانك،، ! پاک ہے تیری ذات) کیونکہ اسے اللہ کی عزت، عظمت، حکمت اور رحمت یاد آگئی، (فقنا عذاب النار۔ آگ کے عذاب سے بچا) کہہ اٹھا کیونکہ اسے اللہ کی حکمت کےلازمی نتیجے کے طور پر جزا کا لازم ہونا یاد آگیا۔

اس کی ایک اور مثال تم کو وہاں نظر آئے گی جہاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ (اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض و ما خلق اللہ من شیٔ

و ان عسی ان یکون قد اقترب اجلهم فبای حدیث بعده یؤمنون۔ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت، اور جو چیز بھی اللہ نے پیدا کی، اس میں نظر نہیں دوڑائی۔ ممکن ہے کہ یہ ہو کہ ان کی اجل قریب آگئی ہو، تو اس کے بعد اب وہ کس بات پر ایمان لائیں گے) سورہ اعراف آیت ۱۸۰۔ یعنی کیا انھوں نے اس میں غور نہیں کیا کہ ہر چیز جو اللہ نے پیدا کی کسی حکمت اور مقصد ہی سے پیدا کی۔ اور اس مقصد کی تکمیل پر اسے مامور کیا اسی لئے وہ ایک مدت تک باقی رہتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رات اور دن، موسموں اور عمروں میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔ ایک قوم آتی ہے اور دوسری رخصت ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے (ولکل امة اجل۔ فاذا جاء اجلهم لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آجائے گا تو وہ گھڑی بھر پیچھے ہو سکتے ہیں نہ پہلے) سورہ اعراف آیت ۳۴۔ تو اس طرح ممکن ہے کہ ان کی اجل بھی قریب آگئی ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ اس جگہ اس چیز کی طرف اشارہ کر دیا جس کو پہلی جگہ مخفی رکھا تھا۔ اور وہ ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں موجود حکمت سے آخرت کی یاد گیری۔

اسی کی ایک مثال اللہ تعالی کے اس ارشاد میں بھی ہے (بل عجبوا ان جاءهم منذر منهم فقال الکافرون هذا شیٔ عجیب۔ أاذا متنا و کنا ترابا ذالك رجع بعید۔ قد علمنا ما تنقص الارض منهم و عندنا کتاب حفیظ بل کذبوا بالحق لما جاءهم، فهم فی امر مریج۔ "بلکہ انھوں نے تعجب کیا اس پر کہ ان کے پاس انھی میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ اس پر کافروں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے یہ لوٹنا بعید ہے ہمیں علم ہے جو کچھ زمین ان میں سے کم کرتی ہے

ر ھمارے پاس محفوظ کرنے والی کتاب ہے۔ بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا
ب وہ ان کے پاس آیا۔ پس وہ گومگو کی حالت میں ھیں ۔،، یعنی حق بات کی
ر کی طرف سے شک میں ھیں اور وہ حق بات جزا سزا اور معاد ہے، جیسا کہ
ن کو بیان کیا اور اس کی دلیل سے آگہ کیا، چنانچہ فرمایا : ''افلم ینظروا
ء السماء فوقہم کیف بنیناھا وزیناھا و ما لھا من فروج۔ والارض مددناھا
لقینا فیھا رواسی وانبتنا فیھا من کل زوج بھیج۔ تبصرۃ و ذکریٰ لکل عبد منیب،،
یا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ھم نے اسے کس طرح
ایا اور اس کو مزین کیا اور اس میں شگاف نہیں ھیں ۔ اور زمین کو ھم نے
پھایا اور اس میں پہاڑ گاڑ دئے۔ اور اس میں ھر قسم کی خوش نما چیزیں
اگئیں۔ ان میں ھر فرماں بردار بندے کے لئے سامان بصیرت اور یاد دھانی ہے ۔،،
نی اللہ تعالی کی قدرت اور حکمت کے یہ مظاھر اپنی تمام عظمتوں اور خوبیوں
میت ھر اس انسان کی آنکھ کھولنے اور اس کے دل کو بیدار کرنے کے لئے
ی ھیں جو کہ مصنوعات کو دیکھ کر صانع کی طرف متوجہ ھو جاتا ہے۔
ر اخلاق کی جہت سے اس کی رحمت پر ایمان لے آتا ہے، جیسا کہ اس کے بعد
ان کیا، چنانچہ فرمایا ''ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا بہ جنات و حب
الحصید۔ و النخل باسقات لھا طلع نضید۔ رزقا للعباد و احیینا بہ بلدۃ میتا کذالك
الخروج ۔،، اور آسمان سے ھم نے برکت والا پانی برسایا پس اس سے باغات
ر کاٹنے کے اناج اگائے اور بلند و بالا کھجوروں کے درخت تہہ بہ تہہ خوشوں
ہ لدے ھوئے۔ تاکہ بندوں کے رزق کا سامان ھو اور اس سے ھم نے زندہ کیا
ردہ دیار کو۔ اسی طرح نکلنا ھوگا۔) سورہ ق آیت ۲ تا ۱۱ ۔ پہلے اور دوسرے
ام پر آسمانوں اور زمین کے دلائل میں سے جن باتوں کی طرف محض اشارہ پر
کتفا کیا یہاں ان کو تفصیل سے بیان کر دیا۔ اور پہلے مقام پر اثابت اور
کر کی جو تفصیل وضاحت سے بیان کی تیسرے مقام پر اس کا ذکر نہیں کیا۔

قرآن مجید کا بھی اسلوب مراد ہے، جہاں اللہ تعالے نے قرآن کی تعریف میں ارشاد فرمایا ہے: (اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی۔ اللہ نے اتاری بہترین بات، ایسی کتاب (جس کی باتیں باہم) ملتی جلتی دھرا دھرا کر بیان کی گئی ہیں) سورہ زمر آیت ۲۳۔ اللہ تعالی نے اس کتاب کو "مثانی" بنایا جو ایک ہی بات کو بار بار بیان کرتی ہے، جس کے بعض حصے بعض سے مشابہ ہیں۔ اور عقل شبیہ کو دیکھ کر شبیہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس چیز کا تصور کر لیتی ہے جس کا ذکر نہیں کیا گیا ہوتا۔ کیونکہ شبیہ کو دیکھ کر اسے یاد آجاتا ہے اور وہ اس شبیہ کی طرف متوجہ ہو جاتی جس سے کہ وہ بات معلوم ہوئی جس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور یہ طریقہ قرآن مجید کے قصوں میں بہت ملے گا۔۔۔۔بیاض

۱۰۔ نظم کے فوائد میں سے ایک تعلیم حکمت ہے
فطری غور و فکر کے اصول کی تعلیم

تذکرہ:

حکمت نام ہے تربیت نظر اور تربیت اخلاق کا۔ اور اس کے لئے قرآن مجید نے مختلف طریقوں سے کام لیا ہے:

(الف) قرآن کے مطالب چونکہ ایک جیسے ہیں (متشابہ) اور دھرا دھرا کر بیان ہوئے ہیں (مثانی) اس لئے اس جہت سے وہ ذہن کو نظیر سے نظیر کی طرف منتقل ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔

(ب) اسی طرح وہ بعض سے بعض کے تصور کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں فطرت اولی کے طریقوں میں سے ہیں۔ عقل علامت سے علامت والے کی طرف اور مثل سے مثل کی طرف منتقل ہو جاتی ہے (٥)

(ج) ایک طریقہ مقدمات(٦) (اجزائے کلام) میں سے بعض کا حذف کر دینا ہے۔ قرآن کبھی تو طرفین کا ذکر کرتا ہے اور وسط کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور کبھی دو باتوں میں سے ایک پر اکتفا کر لیتا ہے۔ اور کبھی چار ایسی باتوں میں سے جن میں کہ دو جوڑے ہوتے ہیں وہ دو کو کافی سمجھ لیتا ہے اور ہر جوڑے میں سے ایک فرد کو لے لیتا ہے۔ اور یہ طریقہ لزوم سے استدلال کرنے کی قوت کو ابھارتا ہے۔ اور استدلال باللزوم عقل کی فطرت میں سب سے بڑی اصل ہے اور اس کے لئے تدبر و تفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام سے پہلے کلام عرب میں اس کی مثالیں ملتی ہیں ----- (بیاض)

حواشی

۱۔ معلوم ہوتا ہے مولانا فراہی نے اس فصل کا عنوان تو قائم کر دیا لیکن لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ اس کے ذیل میں جو باتیں درج ہیں انہیں معلوم ان کی نوعیت کیا ہے اور فصل کے عنوان سے ان کا تعلق کیا اور کیونکر ہے۔ نظر بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اس فصل کے نقاط ہیں جو بطور یاد داشت قلمبند کرکے چھوڑدئے تھے۔ لیکن ان میں حد درجہ کا ابہام اور اغلاق ہے۔ اس کے باوجود ان کا ترجمہ اس لئے پیش کیا جا رہا ہے کہ پوری کتاب کے ترجمے میں ان کو شامل نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ اگر یہ اس فصل کے نقاط ہیں تو ممکن ہے کوئی دراک طبیعت رکھنے والا اسکالر ان اشارات کو سمجھ لے اور ان مختلف اجزاء میں ربط قائم کرکے اس خلا کو پر کردے۔ بحیثیت مترجم میں نے یہی مناسب سمجھا کہ جو کچھ بھی ہے من و عن بقدر استطاعت اردو میں منتقل کر دیا جائے۔ اس فصل کے عنوان کے الفاظ بھی واضح نہیں جو یوں ہیں۔ ''الزیادہ علی فہم من غیر نظام، من وجوہ،، اس کا پورا ترجمہ یوں ہوگا۔ ''بلا نظم فہم قرآن سے متعلق مزید باتیں،، (مترجم)

۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۰۹ (مترجم)

۳۔ افادات فراہی :

قرآن اپنی دلیل آپ ہے
آنکھوں والے کے لئے صبح روشن ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے (افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق، کمن ھو اعمی؟ انما یتذکر اولو الالباب۔ کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم

پر اتارا گیا ہے حق ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے۔ عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔) سورہ رعد آیت ۱۹ ۔ مطلب یہ کہ جو شخص بصیرت کے ساتھ اہل نظر اور اہل معرفت میں سے ہے اس شخص جیسا نہیں ہو سکتا جس کے پاس نظر ہے نہ عقل، اس لئے وہ اندھے کی طرح ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالی نے ذکر نازل فرمایا، اس سے وہی خبردار ہوگا جو نصیحت حاصل کرے گا اور نصیحت صرف وہی حاصل کرے گا اور خبردار صرف وہی ہوگا جس کے پاس عقل اور سمجھ ہوگی۔ اس لئے یہ غافل لوگ نصیحت حاصل نہیں کریں گے ۔ تو ان کی مثال اندھے کی ہے کہ اس کے لئے نور روشن کیا جائے تو بھی وہ اسے نہیں دیکھے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں۔ وہ اپنی دلیل آپ ہے، جس طرح کہ آنکھ والوں کے لئے نور ہے۔

افادات فراہی :

نظام کے وجود پر قرآن سے دلیل

اکثر سورتوں میں نظم قرآن خود ایسی باتوں کی رعایت پر دلالت کرتا ہے جو کسی ایسے کلام میں نہیں پائی جاتیں جو نظم کی رعایت کے بغیر جمع کیا گیا ہو۔ تو ان میں سے ایک فواصل کی رعایت ہے جیسا کہ تم متعدد طویل سورتوں میں پاؤگے ۔ اور ان میں سے ایک کسی آیت کا پلٹ پلٹ کر آنا ہے جیسا کہ تم سورۂ مرسلات اور سورۂ رحمن میں پاؤ گے ۔ اور ان میں سے ایک ظاہر اسلوب پر آیات کا اتصال ہے۔ مثلاً سورۂ توبہ میں (المنافقون و المنافقات بعضہم من بعض الخ ۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ان میں کے بعض بعض میں سے ہیں۔ آخر تک۔) سورہ توبہ آیت ۶۷ ۔ اس کے بعد کی متعدد آیات کو تم دیکھوگے کہ وہ اسلوب ظاہر پر متصل ہیں اور ان میں سے ایک کسی واضح انداز پر معانی کا ربط ہے جیسا کہ تم قصص میں دیکھو گے ۔ ان باتوں کے بعد کچھ دوسری صورتیں بھی ہیں جو دلالت میں قوی تر اور قریب تر ہیں۔ لیکن ان کا استنباط معنی کی جہت سے ہوتا ہے اس لئے ان میں غور و تامل کی ضرورت ہوتی ہے۔

۴ ۔ جگہ خالی چھوڑنے کا یہ مطلب ہے کہ بحث ناتمام رہ گئی ہے۔

۵ ۔ افادات فراہی :

نظائر سے نظام پر استدلال

اللہ تعالی کا ارشاد ہے : (اللہ لا الہ الا ھو، لیجمعنکم الی یوم القیامۃ لاریب فیہ و من اصدق من اللہ حدیثا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ قیامت کے دن تم کو ضرور جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں، اور بات میں اللہ سے زیادہ سچا کون ہے سورہ نساء : ۸۷) یعنی قرآن نے اس قول پر اللہ کو شاہد بنایا اور شاہد بنانے میں اس کے اکیلے معبود ہونے کا ذکر کیا۔ اور اس سے پہلے یہ ذکر کیا کہ وہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ ان جملوں کے درمیان ربط غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔

تو کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ فقرے مختلف اوقات میں مختلف اسباب کی وجہ سے نازل ہوئے یا یہ کہ ان کو بلا کسی ربط و تعلق کے ملادیا گیا ہے۔ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے۔ تو اگر ان میں باھمی ربط ہے تو اس میں غور کرنا ضروری ہے۔ اور ھماری سمجھ کی کوتاھی سے اس کو کچھ نقصان نہ ھوگا۔ کیونکہ آیت کا ایک مطلب ہے اور وہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ تدبر کرنے سے کوئی مزید بات ھی سامنے آئے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی نے چیزوں کو پیدا کیا اور انسان برابر ان سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ لیکن علم اور فکر میں اضافے سے فائدے میں اضافہ ھوتا جاتا ہے۔ یہی حال اللہ تعالی کے کلام کا بھی ہے۔

دوسری مثال: اور اس کا تعلق ایک اس کلی سے ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ عقلی کلیات بسا اوقات ایک ھی سورہ کے اندر ان واقعات کے بعد آتے ھیں جو بطور تمثیل و تائید ان کے تحت داخل ھوتے ھیں۔ پھر تم یہ بھی دیکھتے ھو کہ اسی طریق پر بعض سورتیں بعض کے ساتھ ملادی گئی ھیں۔ مثلاً سورہ شمس اور فجر میں تم واقعات کو کلیات کے بعد دیکھتے ھو اور یہی صورت تم کو لمبی سورتوں (طوال) میں نظر آئے گی۔ اس کے بعد تم یہی مثال سورہ انفال اور برأت کے اپنے ماقبل کے ساتھ تعلق میں بھی دیکھوگے۔

۲ ۔ مقدمات: علم منطق کی اصطلاح ہے جس میں قضایا صغری کبری مرتب کرکے نتیجہ نکالتے ھیں۔ مثلاً "ھر مرکب فاسد ہے" اور "ھر جسم مرکب ہے" اس سے نتیجہ نکلا کہ "ھر جسم فاسد ہے"۔ ان میں سے پہلا جملہ کبری اور دوسرا صغری کہلاتا ہے۔ مقدمات اور اور اجزائے کلام ھم معنی تو نہیں پھر بھی قریب المعنی ھیں۔ مقدمات خاص ہے اور اجزائے کلام عام۔ (مترجم)۔

★★★★